

سید ضمیر جعفری: عسکری شاعری کے تناظر میں

Syed Zameer Jafari: In The Context Of Military
Poetry

ڈاکٹر شگفتہ فردوس، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

ڈاکٹر طاہر طیب، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

Dr. Shagufta Firdous, Assistant Professor, Dept. of Urdu,
GC Women University, Sialkot.

Dr. Tahir Tayyab, Assistant Professor, Dept. of Urdu, GC
Women University, Sialkot.

Abstract

Syed Zameer Jafari is one of the great poets of Pakistan. He himself witnessed the eruption of freedom from the night of slavery. It was this light of awareness that made his poetry a true expression of freedom of thought and vision. He was proud to be a soldier as well as a poet. Syed Zameer Jafari decorated the caravan with crescent flags in his hands. Poetry adorned with national songs is a manifestation of the immense love for those living in the vastness of the homeland.

Key words: Syed Zameer Jafari, poet, national song, patriotism,

کلیدی الفاظ: سید ضمیر جعفری، شاعر، ملی نغمہ، حب الوطنی

حُب وطن سے سرشار ہمہ جہت وعہد ساز سید ضمیر جعفری پاکستان کے اولین
عسکری شاعر ہیں جنہوں نے شعرا کے لیے سپاہیانہ موضوع کو "نجیب تر" قرار دیا۔ ان کی
شاعری میں یہ استعارہ محبت کی مجسم تصویر بن کر ابھرا ہے۔ اسی سے ان کے لفظ و حرف میں
تابناکی ہے، انہوں نے الفاظ و شمشیر ہر دو طریقے سے سے تحفظ وطن کا کام لیا۔ وطن سے گہری

محبت ان کے کلام کو ایک خاص شکوہ عطا کرتی ہے۔ چک خالق سے تعلق رکھنے والے اس عظیم شاعر کی رگوں میں وطن کی محبت کا جذبہ فوج میں ملازمت اختیار کرنے کے وقت ہی سے موجزن تھا۔ انہیں اپنے شاعر ہونے کے ساتھ سپاہی ہونے پر خوش قسمتی اور فخر کا احساس رہا، کیوں کہ ان دونوں سے ہی انہیں یکساں محبت تھی۔ انہوں نے اپنی منظومات کو سپاہی کی زندگی کی شجاعت، غیرت، اخوت و قربانی کی داستان بنا کر پیش کیا۔ دلوں کو گرمادینے اور جذبہ حب الوطنی کو مہمیز لگانے والی ان منظومات کے تخلیق کار نے نسل در نسل اس زمین سے اپنی محبت کا تعلق برقرار رکھا۔ ان کے وطنی شاعری پر مشتمل مجموعوں میں کارزار، لہو ترنگ، جزیروں کے گیت، من کے تار میرے پیار کی زمین، قریہ جاں، من مند ری اور گنر شیر خان شامل ہیں۔ انہوں نے دوسری جنگ عظیم میں بطور سپاہی ۱۹۴۵-۱۹۳۹ء تک عملی طور پر محاذ جنگ میں شمولیت اختیار کی اور کپتان کی حیثیت سے سنگاپور میں جو جنوب مشرقی ایشیائی کمان کا ہیڈ کوارٹر تھا، کام کرتے رہے۔ ان کے مصاحبین میں بڑے بڑے ادبا اور شعرا شامل تھے جن میں چراغ حسن حسرت، فیض احمد فیض، کیپٹن ن۔ م راشد۔ میجر آغا بابر، کمانڈر حسن عسکری (ابن سعید)۔ ۱۹۴۸ء میں وطن واپس آکر کپتان کی حیثیت سے ۱۹۴۹ء میں فوج سے ریٹائرمنٹ اختیار کی اور راولپنڈی سے "بادشاہ" شائع کیا۔ اس کے بعد ۱۹۵۲ء میں دوبارہ فوج میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۴۸ء میں اور ۱۹۶۵ء کی جنگ میں عسکری فرائض انجام دئے۔ سرفراز شاہد سید ضمیر جعفری کی ۱۹۴۴ء میں فوج میں شمولیت اور علمی و ادبی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

”کپتان کی وردی میں ملبوس ہو کر دوسری جنگ عظیم میں جنوب مشرقی ایشیا میں مختلف محاذوں پر بندوق اور قلم، ہر دو کے جوہر دکھاتے رہے۔“ (۱)

سید ضمیر جعفری وطن اور سپاہیانہ زندگی کی تصویر کشی کو "نجیب تر" موضوع فوج میں شمولیت کے بعد جہاں انہوں نے دنیا کے مختلف دور افتادہ مقامات پر فرائض منصبی سر انجام دیئے وہیں اپنے علمی و ادبی ذوق کی آبیاری کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ قیام پاکستان کے وقت وہ فوج میں کپتان کے فرائض سر انجام دے رہے تھے۔ وطن سے دور اپنا سبز ہلالی پرچم اُن کے دل کو محبت اور خوشیوں سے معمور کرتا تھا۔ اس پرچم کی سے اس والہانہ محبت کے جذبات کو اپنی آپ بیتی ”آبلہ پائی“ میں بیان کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

”جب میں باوردی کپتان کی حیثیت سے ملایا میں پاکستان کے پرچم کو پہلا سلوٹ کیا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے ہماری قاتمیں بلند ہو گئی ہیں۔ جیسے ہمارے Badges واقعی ستاروں کی طرح چمکنے لگے ہیں۔“ (۲)

سید ضمیر جعفری کے اولین شعری مجموعوں میں بھی ملت سے محبت کا اظہار ملتا ہے۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ ۱۹۳۵ء میں "کارزار" کے نام سے پنجاب پریس گجرات سے شائع ہوا اس وقت سید ضمیر جعفری برطانوی فوج کی جانب سے محاذ جنگ پر تھے۔ دوسرا شعری مجموعہ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں "لہو ترنگ" کے نام سے منصف شہود پر آیا، اس میں ملی ترانے اور سپاہی کے گیت شامل ہیں، اس مجموعے کو بے حد پذیرائی ملی۔ تیسرا مجموعہ ۱۹۷۵ء میں "میرے پیار کی زمیں" ۱۹۸۲ء میں "زبور وطن" قریہ جاں ۱۹۸۸ء میں جب کہ مثنوی گنسر شیر خان ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی۔ ان کے شعری مجموعہ من مندری میں بھی وطن عزیز سے محبت کا اظہار ملتا ہے۔ سپاہی کی زندگی کو موضوع سخن بنانے کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"اس موضوع کی عظمت و کشش، اہمیت و توانائی کا شدید احساس میرے دل میں پہلی مرتبہ دوسری جنگِ عالمگیر (۳۵-۱۹۳۵ء) میں پیدا تر ہوا۔ میدانِ جنگ میں انسانی عزم و ثبات، اور ایثار و پامردی کے ایسے ایسے مرقعے دیکھنے میں آئے کہ کسی شاعر کا کوئی شعر اور کسی مصور کا کوئی نقش ان کی عظمت کے پورے تاثر کو صحیح معنوں میں اپنی گرفت میں نہیں لاسکتا۔" (۳)

آزادی وطن کے احساس سے سرشار ضمیر جعفری کا قلم صبحِ آزادی کے طلوع ہوتے ہی اس کی عظمت و عزت کے گن گانے لگا۔ انہیں اس نئی صبح سے ایک نئی زندگی کی کرنیں پھوٹتی دکھائی دیں، جن کی تابناکی، میں نسل نو نے زندگی کی کئی منزلیں طے کرنی تھیں۔ اس خوشی کے احساس سے لبریز سید ضمیر جعفری ان ستاروں کے ضو فگن اور انجم فشاں ہو کر زندگی کی عظمتوں کا راز داں بننے کی نوید بھی سنائی۔ علاوہ ازیں "لہو ترنگ" میں موجود رزمیہ نظموں میں دیگر اقوام کی افواج کے تشخص کی عکاسی بھی ملتی ہے، سید ضمیر جعفری اپنے اس مجموعے میں شامل نظموں کو حب وطن کی چنگاری روشن کرنے کے مترادف عمل کہتے ہیں۔ جس میں انہوں سپاہی کے جذبے کو بیان کرنے پر زیادہ توجہ دی ہے۔ اُن کی حب وطن سے معمور اس کاوش کو جسٹس ایس اے رحمن نے اُن کی فعال عسکری زندگی کی تصویر کو آب و

رنگِ شاعری میں ڈھالنے کی کوشش کہا ہے جو امید و ایمان سے مزین ہے وہ اس مجموعہ کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حبّ وطن کا سوتا ان کے نغموں کی زمین میں بار بار پھوٹتا ہے اور کشت

کلام کے ہر گوشے کو سیراب کرتا نظر آتا ہے۔" (۴)

اس مجموعے کا وصف خاص سید ضمیر جعفری کا وطن سے والہانہ محبت کا اظہار ہے۔ انہوں نے اسے دو حصوں ملی نظموں اور سپاہی کے گیتوں میں منقسم کیا ہے۔ اُن کے جوش و جذبے سے لبریز اسلوبِ بیاں میں ہر سو جان نثارانِ وطن کو حرکت و عمل پر آمادہ کرتے ہوئے ان میں وطن کی محبت کو اجاگر کرتے ہیں۔ "پاکستانی ہوا بازوں کو سلام"

تم فضائ میں وطن کی سرحدوں کے پاسباں تم ہواؤں میں خراماں تم خلاؤں میں رواں

وادیوں آبادیوں، دریاؤں اور صحراؤں میں فوج بڑھتی ہے تمہارے شہیروں کی چھاؤں میں (۵)

(ان کی دیگر منظومات میں "سپاہی" وطن کے بیٹے، بڑھے چلو، پاکستان ملٹری اکیڈمی میں، اے میرے آزاد وطن، ایک نغمہ، اجنبی سر زمین میں اور اے زمین پاک شامل ہیں۔ ایک طویل شبِ تاریک کے بعد طلوع ہونے والی اس صبحِ آزادی کے ایک ایک لمحے نے انہیں سرشار کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کی جانے والی عسکری شاعری سے اردو زبان و ادب میں ایک نئی تخلیقی رو یے نے جنم لیا جس سے ادب میں زندگی کا نیا احساس ملتا ہے۔ طلعت رحمان اسی تناظر میں سید ضمیر جعفری کی عسکری شاعری کے حوالے سے لکھتی ہیں:

"لہو ترنگ" ایک سپاہی کا شعری مجموعہ ہے۔ یہ سید ضمیر جعفری کی

بہترین ملی شاعری پر مشتمل ہے۔" (۶)

اس شعری مجموعے میں ان کی وطن سے بے پناہ محبت جھلکتی ہے۔ اس کتاب کو "عساکرِ پاکستان کے پہلے پاکستانی سپہ سالار جنرل محمد ایوب خان صاحب کی خدمت میں ایک سپاہی کا نذرانہ" کہہ کر انتساب اُن کے نام کیا۔ اس مجموعے میں شامل مختلف نظمیں "سپاہی"، "شہید وطن" یا "سنگِ میل" اُن کی سپاہیانہ چھب کی عکاسی کرتے ہوئے قاری کے دل میں بھی اسی محبت کا دیا جلاتی ہیں۔ اسی سرشاری کے عالم میں شاعر اپنی دھرتی کے بانگین، اس کے لہلہاتے چمن، حسیں مٹی، نگیں پتھروں، جری و شیر دل جوانوں کی تلواروں پر نثار ہوتے ہوئے کہتا ہے:

تیری مٹی نے دی زندگانی مجھے تو نے بخشی امنگ اور جوانی مجھے

تیرا پانی مئے ارغوانی مجھے تیری دولت، میرا دل، مرے جان و تن

تجھ پہ قربان میں اے زمین و وطن (۷)

ضمیر جعفری کو اپنے وطن کی سرزمین اس کے کہساروں اور چمن زاروں سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ ان کی شاعری اس سرزمین کی محبت کا عکس دکھاتی ہے۔ صفورا شاہد ضمیر جعفری کی سنجیدہ شاعری اور وطن سے محبت کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کی شاعری کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

”لہو ترنگ کی نظموں کا اہم وصف شاعر کی اپنے وطن سے محبت کا والہانہ اور عقیدت مندانہ اسلوب ہے جس سے جوش و ولولہ اور جذبہ کی شدت، گہرائی اور گیرائی کا انداز ہوتا ہے۔ شاعر کے جذبات جو وہ اپنے وطن کے لیے محسوس کرتا ہے۔ جب نوکِ قلم پر آتے ہیں تو گیتوں کی مترنم لے میں ڈھل جاتے ہیں جو جاں نثاران وطن کو عملِ پیہم، تگ و دو اور سوئے منزل رواں رہنے اور متحرک ہونے کا درس دیتا ہے۔“ (۸)

وطن پہ و قربان ہو رہے ہیں وطن ہی قربان جا رہے ہیں
وطن کے بیٹے فقط وہی ہیں وطن کے جو کام آرہے ہیں (لہو ترنگ، ص ۸۰)
تو نے ظلمت کو چاند اور تارے دیے
اک شب تار کو چاندنی بخش دی (۹)
ڈاکٹر سید عبداللہ نے بھی ”لہو ترنگ“ کی شاعری میں سید ضمیر جعفری کی فنی پختگی، بیان کی برجستگی اور جذبہ دل کی ترجمانی اور کا تجزیہ کیا، وہ اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

”لہو ترنگ کی نظموں میں لہو کی آبشاریں گلاب و سمن کی کیاریوں کو سیراب کر رہی ہیں۔ جن میں چاندی کے دریا جوان اور مگن ہیں جہاں تلوار کا بانگ بھی ہے اور چمن در چمن کو ہمارا بھی۔“ (۱۰)
شہیدِ وطن تیرا خون مقدس حدیثِ وطن جکا وہ عنوان رہے گا
خیالوں کو وضو جس سے ملتی رہے گی ارادوں کا چہرہ فروزاں رہے گا (۱۱)

۱۹۷۵ء میں اُن کا شعری مجموعہ "میرے پیار کی زمین" میں آرمی ایجوکیشن پریس سے شائع ہوا۔ اس کا انتساب انہوں نے "اپنے سپاہی بیٹے احتشام" کے نام کیا ہے۔ سید ضمیر جعفری کا یہ شعری مجموعہ قیام پاکستان کے بعد کے بائیس سالوں کے عرصے میں لکھی جانے والی نظموں پر مشتمل ہے۔ جس دوران پاکستان کی بقا اور سالمیت کی خاطر دو جنگیں بھی لڑی گئیں۔ اس صبر آزما دور میں ایک سپاہی کے جذبات و احساسات کی سچی ترجمانی ہمیں اس مجموعے میں دکھائی دیتی ہے:

زندگی کی آگ میں تپتی ہوئی تلوار تم اپنی خاکی وردیوں میں نور کے مینار تم (۱۲)
شاعری میں نام کیا پاتا ضمیر وہ کبھی شاعر کبھی کپتان ہے (۱۳)

اس میں شامل نظموں کو سید ضمیر جعفری اپنی ذاتی اور اجتماعی دھوپ چھاؤں میں تخلیق کردہ اور متاعِ سفر ہیں، میرے تجربوں کے اثمار کہتے ہیں اور اپنے شاعر ہونے کے علاوہ سپاہی ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس مجموعے کا انتساب انہوں نے اپنے سپاہی بیٹے "احتشام" کے نام کیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے حوالے سے اُن کی نظم "زر میوہ" بہت متاثر کن ہے۔ زر میوہ ایک سپاہی عبداللہ کی ماں تھی جس نے اپنے بیٹے کی وطن پر جان قربان کرنے پر خط لکھا اور کہا کہ مجھے اس پر فخر ہے اگر میرے وطن کو میری جان کی قربانی کی ضرورت پڑی تو اس پر بھی لبیک کہوں گی، اس بہادر ماں سے متاثر ہو کر سید ضمیر جعفری نے لکھا:

عزت، عظمت آزادی سے روشن پاک فضائیں ہیں

جب تک پاکستان میں زندہ زر میوہ سی مائیں ہیں (۱۴)

انہوں نے قیام پاکستان کے وقت رونما ہونے والے انسانی المیوں کو بنظرِ غائر دیکھا اس لیے وہ اس سر زمین پاک کی اہمیت سے بخوبی آشنا تھے۔ سید ضمیر جعفری "سرگوشیاں" کے دیباچے میں "حرفِ چند" کے عنوان سے اس کٹھن دور کے گزر جانے کی امید کے ساتھ لکھتے ہیں کہ ہمارا عبوری دور کچھ زیادہ طویل ہو گیا ہے لیکن تیرگی و روشنی کی جنگ جاری رہے گی، ہماری قوم اس مشکل وقت سے بھی نکل آئے گی۔ انہیں اس مسئلے کا حل اتحادِ ملت میں دکھائی دیا۔ انہوں نے اتحادِ ملت کا پیغام دینے کے لیے قائد اعظم محمد علی جناح اور علام اقبال کی شخصیت کو مثالی کردار کے طور پر پیش کیا اور اُن کے حوالے سے متعدد نظمیں قلم بند کیں۔ ان عظام پاکستان کے لیے لکھی جانے والے نظمیں اور گیت زبانِ زر و خاص و عام ہوئے۔ قائد اعظم کی وفات پر انہوں نے نظم "زندہ جاوید" قلم بند کی۔ نظم "اپنا رستہ اپنی منزل" میں اہل

وطن سے مخاطب ہو کر ایک پرچم کی مانند قائد کے پیغام اتحاد پر عمل پیرا ہونے پر ابھارتے ہوئے لکھتے ہیں:

جینے کا آہنگ، انداز، طریق، تراش، قرینہ ایک

لفظ، خیال، ارادہ، جادہ، ساحل ایک سفینہ ایک

در د کا دار و ایک ہمارا، زخم کی مرہم ایک ہے

اپنا پرچم ایک ہے، اپنا قائد اعظم ایک ہے (۱۵)

ضمیر جعفری کی شاعری اس وطن عزیز کے لوگوں میں اتحاد و یگانگت کی فضا پیدا کرنے کی تمنا لیے ہوئے ہے۔ وہ مختلف صوبوں میں بسنے والوں کو ایک پرچم کے سائے تلے جمع ہونے اور پاکستانی ہونے پر فخر کرنے پر زور دیتے ہوئے نظم، "میرادھن لوگو" میں کہتے ہیں:

ہم سارے پاکستانی ہیں سب مل کے ایک کہانی ہیں

نام اس کا راوی سندھ سہی ہم ایک چشمے کا پانی ہیں (۱۶)

انہوں نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں شرکت بھی کی اور اپنے فن کو اپنے فوجی منصب کا حصہ قرار دیا۔ اُن کے نزدیک یہ سرزمین حاصل کون دمکاں ہے جس کی حفاظت کے لیے اس خطہ پاک کے جری جوانوں نے قربانیاں دیں۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ تاریخ پاکستان میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اپنی ڈائری میں انہوں نے پاکستانی عوام کے بلند حوصلوں کی داد دیتے ہوئے ایوب خان جک تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"پوری قوم کے کان اور دلا یوب خان کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔ اور ام

کا ایک ایک لفظ لہو میں چنگاریاں بھرتا تھا۔ خاص طور پر ایوب خان کا

یہ جملہ کہ "ہندوستان کو معلوم نہیں اس نے کس قوم کو لکارا ہے۔" کچھ

عجب نہیں کہ ہماری پوری قوم کی تاریخ کا عنوان بن جائے۔" (۱۷)

۱۹۶۵ء کی جنگ میں میجر مسعود اختر شہید جنہوں نے وطن عزیز کی حفاظت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ اُن کی جیب سے جو کاغذات برآمد ہوئے اس میں اُن کے ہاتھ کا لکھا ہوا سید ضمیر جعفری کا ترانہ بھی موجود تھا اس احساس سے سرشار ہو کر اپنی فوج کے ان جری سپاہیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نظم "مری چھپ مری چھاں" میں لکھتے ہیں:

تو وارث پاک اُجالوں کی تو دھرتی شیر جیالوں کی

تیری خوشبو کو جھلکائیں گے تیرے پیار کی جگنی گائیں گے
ترے بھٹی، راشد اور سرور تری عظمت پر مرجائیں گے
لیکن تجھے زندہ کر دیں گے تجھے جگمگ جگمگ کر دیں گے (۱۸)

۱۹۸۸ء میں قریہ جاں "میں اپنے وطن کو محبوب قرار دے کر اسے "دلِ ماجانِ من" کہتے ہیں۔ کبھی اس سر زمینِ پاک کے حسن و جمال سے سرشار ہو کر اس کی سلامتی کی دعائیں کرتے ہیں۔ اس کے جمال کی ابدیت عطا کرنے کی تمنا ان کے اشعار میں ڈھل کر ظاہر ہوتی ہے۔ اور حُبِ وطن کے نغمے گاتے ہوئے اسے اپنا "پیار" کہتے ہیں جس میں بہنوں کی چوڑیوں کی کھنک اور بھائی کی تلوار کی سختی یکجا ہو گئی ہے۔ اس خوابوں کی سرزمین کے حوالے سے کہتے ہیں:

میرا پھول پھل لباں وطن مری آس، پیاس، لباں وطن
تیرے تن میں اُگیں مہتاب مرے تیرے دریا گائیں خواب مرے (۱۹)

وہ اہل وطن کو اس سر زمینِ پاک کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے دینے اور اس کی آبرو پر قربان ہو جانے کے جذبے کو ابھارتے ہیں کہ ہمیں اس کی حفاظت کی خاطر جان و مال ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ وطن عزیز کی بیالیسویں سالگرہ کے موقع پر نظم لکھی جس میں لکھتے ہیں:

میری ساری زر تمناؤں کے گہوارے وطن!
تیرے قدموں کے لیے
ریشمی دلبیز آزادی کا پروانہ لیے
(اپنے پیمان وفا کا رقص جانانہ لئے)
شعر کی نم ڈالیاں لاتا ہوں میں

بے دلی کی برف کو احساس کے شعلوں سے گرماتا ہوں میں (۲۰)
وہ اس وطن کو حاصل کرنے کے لیے دی جانے والی قربانیوں کو فراموش کر دینے کے حق میں نہیں۔ اس لیے اہل وطن کے ضمیروں کو جھنجھوڑنا اپنا فرض سمجھتے ہیں تاکہ ہم اس وطن کو حاصل کرنے کے اصل مقصد کو کہیں بھول نہ جائیں اور ہماری بیٹیوں نے اجڑنے، ماؤں نے پچھڑنے، اور گھروں کے جلنے کی جو اذیتیں برداشت کرتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے تھے، اُن کی وہ قربانیاں رائیگاں نہ چلی جائیں۔ اس مناسبت سے انہوں نے

یوم آزادی کے موقع پر اپنے شعری مجموعی "قریہ جاں" میں ایک نظم "دستک" لکھی جو صبح وطن کے طلوع ہونے سے قبل شبِ تاریک کی عکاس ہے۔ حکیم محمد سعید کہتے ہیں :

"ضمیر کے بارے میں یہ کہنا ہر طرح سے درست ہے کہ انہوں نے ادب، صحافت، شعر و سخن اور مزاح ہر محاذ پر عہد آفریں اضافے کیے ہیں۔ رزم بزم دونوں کو اپنے خون جگر سے لالہ زار بنایا ہے۔ ضمیر جعفری کا ضمیر ہی نہیں دل بھی زندہ ہے۔" (۲۱)

سید ضمیر جعفری نے آزادی کشمیر کے لیے عملی اور قلمی ہر دو سطح پر کوششوں کو جاری رکھا۔ انہیں ہندوستان کی جانب سے اکبر الہ آبادی ایورڈ بھی خطیر رقم دیا گیا جسے انہوں نے حکومت ہند کی کشمیری مسلمانوں کے خلاف ظالمانہ کاروائیوں کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے اپنے شعری مجموعی "من مندری" میں اہل کشمیر کی جدوجہد آزادی کو نمایاں کرنے کے لیے نظم "جلتے چناروں کے نام" لکھ کر اس سرزمین کے لوگوں کی قربانیوں کو نمایاں کیا۔ مجاہدانِ کشمیر کے جذبہ حریت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے وطن فروشوں سے صبح ایشیا کی اور فراتِ عصر پر کر بلا کی جنگ قرار دیتے ہیں۔ جس میں شامل مرد و زن اپنی آزادی کے لیے ہر ظلم و ستم کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے ہوئے ہیں۔ شاعران زعفران زاروں میں بسنے والے معصوم لوگوں کے لیے دعا بھی کرتا ہے۔ اپنے عصری شعور کا اظہار کرتے ہوئے سید ضمیر جعفری لکھتے ہیں:

کو د جاتے ہو تڑپتی بجلیوں کو تھامنے

مسکراتے ہو برستی گولیوں کے سامنے
رزم گاہوں میں کھلتے، کسماتے، جھومتے
سامنے ٹینکوں کے ننگے بازوؤں کو چومتے
اپنی چھب کے ساتھ ہر موسم میں جینے کی یہ جنگ
اپنے اسلوبِ تمدن کے مدینے کی یہ جنگ
اپنے خون کے غنسل سے کتنی نکھر جاتی ہے موت
موت کا ڈر ختم ہو جائے تو مر جاتی ہے موت (۲۲)

برگیدر گلزار احمد سید ضمیر جعفری کی شاعری کو مقدار کے ساتھ معیار کے اعتبار سے بھی بہترین قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”سید ضمیر جعفری اس عہد کے قد آور شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ اس کی تخلیقات کا خرم من مقدار ہی میں نہیں معیار میں بھی قابلِ رشک ہے۔“ (۲۳)

سپاہی ہوں، نہیں میں کام کرتا نام کی خاطر
وہ کیسا کھیل جو کھیل گیا، انعام کی خاطر
وِغاکا شور، بیٹھے ساز کی چھنکار رہے مجھکو
کہ جس مٹی سے میں اٹھا ہوں، اس سے پیار رہے مجھکو (۲۴)
تمہارا نام تو اک استعارہ ہے وگرنہ ہم
تمہارے نام سے ہر روشنی کی بات کرتے ہیں (۲۵)

سید ضمیر جعفری نے اپنے وطن کو محبوب کا درجہ دیا اپنے لفظوں کو اس کے حسین پیکر کی ترجمانی کے لیے استعمال کیا، ان کا یہ استعارہ ان کے خلوص کی علامت ہے۔ ان کی انسان دوستی، عمیق نگاہ اور وسعت مطالعہ نے اُن کی شعری صلاحیتوں کو جلا بخشی۔ وہ اپنے قلم کو وطن کی امانت سمجھتے تھے جس کا حق ادا کرنا ان کے نزدیک آسان نہیں۔ جس وطن نے بے پایاں برکتیں اور عظمتیں دیں اس کا قرض اتارنا ہر فرد پر لازم ہے۔ سید ضمیر جعفری کی شاعری اس قرض کو چکانے کی ایک خوبصورت کاوش ہے۔ جس نے حُب وطن سے سرشار ہو کر رزم و بزم میں اس حق کی ادائیگی کی اپنی سی کاوشوں کو جاری رکھا، ایمان، یقین و امید نے نہ صرف اُن کے حوصلوں کو میدانِ کارزار میں بلند کیے رکھا بلکہ اُن کے الفاظ نے دیگر ساتھی سپاہیوں میں بھی اسی احساس کو اجاگر کیا جب وطن کا جو سرچشمہ ان کی شاعری سے پھوٹا اُس سے سیراب ہونے والوں میں ان کے معاصرین اور بعد میں آنے والے شعر ا بھی شامل ہیں۔ ان کا پیغام دیگر عساکر شعراء سے انفرادیت کا حامل رہا۔

حوالہ جات

- ۱۔ سید ضمیر جعفری، قرینہ جاں، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص ۱۳
- ۲۔ سید ضمیر جعفری، آبلہ پائی، ماہنامہ چہار سو، اشاعت خاص، راولپنڈی: شمارہ نمبر ۴۰
- اپریل ۱۹۹۶ء، ص ۲۱
- ۳۔ سید ضمیر جعفری، لہو ترنگ، لاہور: مکتبہ کارواں انارکلی، ۱۹۵۶ء، ص ۱۱-۱۲
- ۴۔ ایضاً۔ ص ۸-۹

- ۵۔ ایضاً۔ ص ۶۴-۶۵
- ۶۔ قیام پاکستان کے بعد عسکری شاعری، طلعت رحمان، مقالہ ایم اے اردو، اورینٹل کالج، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۸۷
- ۷۔ سید ضمیر جعفری، لہو ترنگ، لاہور: مکتبہ کارواں انارکلی، ۱۹۵۶ء، ص ۳۰، ۳۱
- ۸۔ صفورا شاہد، سید ضمیر جعفری کی سنجیدہ شاعری کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، لاہور: ناورا پبلیشرز، ۲۰۱۷ء، ص ۲۱۲
- ۹۔ سید ضمیر جعفری، لہو ترنگ۔ ص ۷۴
- ۱۰۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، ماہنامہ سپونک، لاہور: شمارہ نمبر ۴، اپریل ۱۹۶۵ء، ص ۴۲
- ۱۱۔ سید ضمیر جعفری۔ لہو ترنگ۔ ص ۳۶
- ۱۲۔ میرے پیار کی زمین۔ ص ۳۲
- ۱۳۔ سید ضمیر جعفری، میرے پیار کی زمین، راولپنڈی: فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۷۶ء، ص ۵
- ۱۴۔ میرے پیار کی زمین۔ ص ۵۱
- ۱۵۔ سید ضمیر جعفری، قرآنِ جاں، ص ۲۳
- ۱۶۔ ایضاً، ص ۶۰
- ۱۷۔ سید ضمیر جعفری، عالمی جنگ کی دھند میں، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء
- ۱۸۔ سید ضمیر جعفری، قرآنِ جاں ص ۵۱
- ۱۹۔ ایضاً، ص ۵۸
- ۲۰۔ ایضاً، ص ۷۵
- ۲۱۔ سید ضمیر جعفری، راولپنڈی: کتابی چہرے، نیرنگ خیال پبلیکیشنز، ۱۹۸۶ء- ص ۱۸۹
- ۲۲۔ من مندری، ص ۱۵۱
- ۲۳۔ سید ضمیر جعفری، بادباں اور بھنور، راولپنڈی، مکتبہ المختار، راولپنڈی، ۱۹۹۳ء، ص ۱۴
- ۲۴۔ سید ضمیر جعفری، لہو ترنگ، مکتبہ کارواں انارکلی، لاہور، ۱۹۵۶ء، ص ۲۳
- ۲۵۔ میرے پیار کی زمین، ص ۴۷